ĪQĀN (10) Vol.: 05, No. 02, Jun-2023

eISSN: 2617-3336
pISSN: 2617-3700

مذہبی امن سازی اور اس کے عصری تقاضے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں: ایک تحقیقی مطالعہ

RELIGIOUS PEACEBUILDING AND ITS CONTEMPORARY REQUIREMENTS IN THE LIGHT OF SEERAT UN NABI (PBUH): A RESEARCH STUDY

Dr. Syed Muhammad Tahir Shah*[1]
[1]Post Doctorate Fellow IRI Islamabad,
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government Graduate College Satellite town, Rawalpindi
**Correspondence: smtahirshah2@gmail.com*

ABSTRACT

Islam is the religion of peace, security, and harmony. It not only focuses to maintain and establish peace and harmony in its teachings but also uses religion for religious peacebuilding among the humanity. The Holy Prophet (PBUH) attached peace to religion and declared the peace and security of others as an integral part of faith and included peace in the foundations of religion.

He (PBUH) provided noble examples and teachings for religious peacebuilding within the faith for Muslims and at the interfaith level so that both internal and external peace can be maintained and established. Within the Islamic faith, He (PBUH) preached to Muslims to live with peace and unity and to avoid quarreling, being divided into sects, and becoming enemies with one another. At the same time, for interfaith religious peacebuilding, He (PBUH) taught and provided many examples to promote religious tolerance and interreligious pleasant relations and harmony.

Its contemporary requirements are to follow these teachings and examples of Seerah with true letter and spirit and apply them in the society in this era so that the world can get peace and protection and avail a pleasant and peaceful atmosphere for an excellent living. This article focuses on these aspects of Seerat ul Nabi (SAW) regarding religious peacebuilding.

Received:
20-Apr-23
Accepted:
11-Aug-23
Online:
20-Aug-23

KEYWORDS
Religious, Peacebuilding, Interfaith, Seerah, Sects, Harmony

تعارف

اسلام امن و سلامتی کا داعی اور علمبر دار دین ہے۔ یہ دین و مذہب کو انسانیت کی دائمی اور ابدی فوز و فلاح اور ان میں اچھی اور مفید صفات کے فروغ کے لیے استعمال کرتا ہے۔ معاشرے میں امن و امان اور اتحاد کا قیام اور اس کی ترویج ان اعلیٰ صفات میں سے ایک ہے۔ یہ امن و آشتی کو دین اسلام کے اختیار کرنے کی بنیادیں جبکہ امن کے قیام کی صفات و اقدامات کو دین اور ایمان کا معیار قرار دیتا ہے۔ امن و آشتی کو نہ صرف بین المسلمین بلکہ بین المذاہب بھی قائم کرنا اور اس کا نفاذ کرنا اسلامی تعلیمات میں اہمیت کے ساتھ شامل ہے تاکہ داخلی اور خارجی طور پر پُرامن بقاء باہمی کے اصولوں پر زندگی بسر کی جاسکے۔ اس طرح مذہبی امن سازی اس کی ترجیحات میں شامل ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات و کردار اور سیرت و عمل امن و سلامتی کے فروغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان تعلیمات و نمونوں پر عمل پیرا ہو کر امن کا قیام اور تسلسل کافی حد تک ممکن ہے۔ زیر نظر مقالہ میں سیرت طیبہ کے اسی پہلو کو چند نکات کی شکل میں واضح کیا جاتا ہے۔

ا۔ اسلام، شعائر اسلام اور ایمان کا امن و سلامتی سے باہم تعلق

رسول اللہ ﷺ نے دین و مذہب اور اس کے شعائر کو امن سازی کا ذریعہ بنایا اور امن و سلامتی کے رویے اور اقدامات کو دین و مذہب کی بنیادیں اور معیار قرار دے کر اسلام اور ایمان کو امن و سلامتی کے ساتھ باہم لازم و ملزوم بنادیا اور ایسی تعلیمات ارشاد فرمائیں اور عملی اقدامات کیے جن کے ذریعے قیام امن کے لیے مخاطبین کی ذہن سازی مذہبی ذمہ داریوں اور فرائض کے طور پر کی گئی اور اس کی راہیں ہموار کی گئیں۔ ایسے بہت سے پہلوؤں کی نشاندہی ذیل میں کی جاسکتی ہے:

الف۔ اسلام دین امن و سلامتی

سب سے پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد مبارکہ: "إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ"[1]۔(یعنی دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے) اور اس جیسے دیگر فرامین کے ساتھ اس دین و مذہب کا نام ہی "اسلام" یعنی سلامتی کے معانی پر مشتمل منتخب فرمایا اور لفظِ اسلام چونکہ سَلَمَ یا سَلِمَ کے مادہ سے ماخوذ ہے، اس لیے اس کے معانی امن و آشتی، سلامتی اور عافیت کے بنتے ہیں۔ چنانچہ اسلام نہ صرف خود امن و سلامتی کا دین ہے بلکہ یہ دوسروں کو بھی امن و آشتی سے رہنے کی تاکید و تلقین کرتا ہے۔ گویا امن سازی کی بنیاد تو اس دین کے نام کے اندر ہی موجود ہے اس طرح اسلام اپنے معنٰی کے اعتبار سے ہی ایک ایسا دین و مذہب ہوا جو امن کے قیام و فروغ کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔

[1] ۔ آل عمران:۱۹

ب۔ قبلہ،اسلام امن کا گہوارہ

مسلمانوں کی عبادات کا قبلہ ، شعائر اسلام کے اہم ترین رکن اور مذہبی امور کے مرکز و محور خانہ کعبہ کو کئی پہلوؤں سے امن کا گہوارہ ،ذریعہ اور اور سبب قرار دیا۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا: " وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا "[1](یعنی جو شخص بھی اس بابرکت گھر میں داخل ہو گیا اس نے امن پالیا)۔ اسی طرح حرم مکہ کے ساتھ ساتھ حرم مدینہ یعنی اسلام کے ان متبرک ترین مذہبی مقامات حرمین شریفین اور جنت کے دورازوں میں سے ہر ایک کے ایک دروازے کا نام "السلام" رکھا گیا۔ جو کہ سلامتی کے لیے علامات کے طور پر مقرر کیے گئے۔

امن کو اہمیت دیتے ہوئے اتنی بڑی نعمت قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادات کا حکم دیتے ہوئے اپنا تعارف کروانے میں ایک طرف تو اپنی ذات کو بیت اللہ خانہ کعبہ کا رب قرار دیا اور دوسری طرف خوف سے امن دینے کو اپنی عظیم عطا کے طور پر یوں ذکر فرمایا: "فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ* الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ" [2] (یعنی قریش کو اس گھر (خانہ کعبہ) کے رب کی عبادت کرنی چاہئے، جس نے انہیں بھوک میں کھلایا اور انہیں خوف سے امن بخشا)۔ یہ آیت مذہبی عبادت، مذہبی قبلہ اور امن کی عطا کے اکٹھے تذکرہ کا ایک خوب صورت مرقع ہے جو واضح کرتا ہے کہ اسلام نے عبادات و تقدس کو امن امان کے قیام کے لیے کس طرح باہم وابستہ و مربوط کر دیا ہے۔ مذہبی امن سازی کی یہ ایک بہترین مثال سمجھی جاسکتی ہے۔

مقدسات و شعائر اسلام اور ان کے تذکرہ کے ذریعے امن سازی کی ایک مثال آپ ﷺ کے فرمان سے یہ دی جاسکتی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک مومن کی عزت و حرمت کو خانہ کعبہ جیسے مقدس مقام کی حرمت سے بھی زیادہ قابل احترام اور معزز و مؤقر قرار دیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا درآنحالیکہ آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے: "مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا" [3]۔(یعنی (اے کعبہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی عمدہ ہے! تو کتنا عظیم ہے اور تیری (عزت) حرمت کتنی بلند ہے! قسم ہے اس ہستی کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن کے مال اور

---

[1] ۔ آل عمران:۹۷

[2] ۔ قریش:۴،۳

[3] ۔ ابن ماجہ، امام، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المومن ومالہٗ، رقم الحدیث ۳۹۳۲

جان (خون) کی حرمت تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے اور ہمیں تو مومن کے بارے میں اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے)۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ کے موقع پر پوری نسلِ انسانی کی جان، مال اور عزت کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے ان اشیاء کو مسلمانوں کے مذہبی مقدس مقامات اور دنوں کے ساتھ تشبیہ دی تاکہ ان کی حرمت کی اہمیت کے مطابق انسان اور اس کے متعلقات کی حرمت و امان کو بھی اہمیت دی جاسکے۔ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا: "فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا" (بلاشبہ تمہارے خون (جانیں) اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے)۔

ج۔ اسلامی عبادات ذریعہ فروغ امن وسلامتی

اسلام نے اپنے ماننے والوں پر جو عبادات لازم اور فرض کی ہیں اگر ان کی ماہیت اور طریقہ ہائے کار کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام عبادات امت میں باہمی امن و سلامتی, محبت و مساوات, ہمدردی اور وحدت و اتحاد پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں بشرطیکہ ان کو اسلامی تعلیمات اور ان کے مقررہ طریقہ کار کے مطابق پورے آداب سے ادا کیا جائے۔ مثال کے طور پر نماز کی عبادت ہی کو لے لیجیے کہ نظام صلوٰۃ میں باجماعت نماز درحقیقت نظم وضبط، اتحاد اور اجتماعیت کا روزانہ کی بنیاد پر پنج وقتہ درس اور تربیت ہے۔ اس اہم ترین مذہبی عبادت نماز کا اختتام سلامتی کی دعا سے اور نماز کے بعد پہلی مسنون دعا بھی سلامتی کی طلب کے ساتھ منسلک کر دی گئی۔ اسی طرح روزے کی عبادت کو ہمدردی کے احساس و اظہار کا ذریعہ اور رمضان کو "شہر المواساۃ" یعنی باہمی ہمدردی کا مہینہ قرار دیا۔ اور زکوٰۃ و انفاق اور مالی عبادات کو خودغرضی کی بجائے دوسرے مسلم و غیر مسلم کے دکھ، تکلیف اور ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ان میں ان کے ساتھ شامل ہونے، ان کی معاونت کرنے اور ان کے ساتھ یکجا ہو کر کھڑے ہونے کے عمل کو بطور عبادت نافذ کیا گیا۔ اور حج کی عبادت تو واضح طور پر پوری دنیا کے مسلمانوں کے اجتماع و یکجہتی، اتحاد و وحدت اور مساوات و اجتماعیت کا عالمی اور عملی مظاہرہ ہے اور حرم کی حیثیتِ امن کو پوری انسانیت کے لیے بطور نمونہ کے پیش کرنا ہے۔ اسی طرح اسلامی عبادات میں جہاد کا عمل معاشرے سے ظلم و جبر اور فتنہ و فساد کے خاتمہ، امن و آشتی کے قیام، مظلوموں اور مجبوروں کے تحفظ اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کا عملی مظاہرہ ہے۔ مسلمان اپنے ساتھ رہنے والے پر امن غیر مسلموں کے تحفظ کے لیے بھی جہاد کو فریضہ سر انجام دینے کے پابند ہوتے ہیں۔ اس طرح اسلامی عبادات بلاشبہ امن و آشتی کے قیام و تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور مذہبی امور کے ذریعے فروغ امن کی یہ بہترین مثالیں ہیں۔

[1] ۔ مسلم، امام، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال۔ (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، رقم الحدیث ۱۶۷۹

د۔ تکمیل ایمان کے لیے امن و آشتی کا لزوم

مومن اور مسلم کے اسلام اور ایمان کی تکمیل کو اس کی ایذاء و تکلیف سے دیگر لوگوں کے مامون رہنے کے ساتھ مشروط کر دیا۔ گویا مذہب اور امن کو لازم و ملزوم بنا کر امن کے فروغ کی راہیں ہموار کیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمان اور مومن کی تعریف میں پوری انسانیت کے امن و سلامتی کو ملحوظ رکھنے کو بنیادی شرط قرار دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:"المسلم من سلم الناس من لسانہٖ ویدہٖ والمؤمن من أمنہ الناس علٰی دمائھم وأموالھم"[1]۔(یعنی (صحیح طور پر اور کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے پوری انسانیت (لوگ) محفوظ رہے اور کامل مومن وہ شخص ہے جس کے پاس لوگ اپنی جانیں اور مال محفوظ و مامون سمجھیں)۔ اور مسلمان خود چونکہ امن و سلامتی کے علمبردار، پیغامبر اور اس ذمہ داری کے اولین حاملین ہیں، اور دنیا کے سامنے ان تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرنے کے ذمہ دار ہیں اس لیے ان کو خصوصی طور پر آپس میں امن و سلامتی کے قیام کو ملحوظ رکھنے کی علیحدہ سے تعلیم دی اور ان کے اسلام کو ان اعمال کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:"المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ"[2]۔(یعنی (کامل اور بہترین) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و سلامت رہیں)۔ ان ارشادات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات، آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین و مذہب "اسلام" کی بنیادی شرط اور آپ کی سیرتِ طیبہ کا اصل مقصد پورے انسانی سماج اور معاشرہ کو بلا امتیاز مذہب و ملت اور رنگ و نسل، امن اور سلامتی مہیا کرنا ہے۔

ر۔ ہمہ وقت سلامتی کا تذکرہ و دعا تعلیماتِ مذہب

مذہبی امن سازی کا ایک عظیم مظہر مسلمانوں کی باہم ملاقات میں جانبین کو "سلام" کرنے یعنی سلامتی کی دعا دینے کو مذہبی تعلیمات کا حصہ بنانا، اس عمل کو جانبین کے حقوق قرار دینا اور اسے عام کرنے کی تلقین کرنا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اسے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کرنے کا یوں حکم دیا گیا ہے:"وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا"[3] (یعنی جب تمہیں کوئی دعا دے (یعنی سلام کہے) تو جواباً تم اس سے بہتر الفاظ سے یا انہیں لفظوں سے دعا دو یعنی سلام کہو)۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے اپنے فرامین و عمل سے اس کو فروغ دینے، ایمان کی تکمیل اور باہمی محبت کے فروغ کے لیے یوں

---

[1] ۔ النسائی، امام، السنن، کتاب الایمان وشرائعہ، باب صفۃ المومن، رقم الحدیث ۴۹۹۵

[2] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون رقم الحدیث ۱۰

[3] ۔ النساء:۸۶

ارشاد فرمایا: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ"[1] (یعنی آپس میں سلام کو عام کرو)۔ آپ ﷺ کا اپنا عمل مبارک یہ تھا کہ آپ ﷺ سلام میں پہل فرماتے تھے۔ سلام کے باقاعدہ تفصیلی احکام و آداب آپ ﷺ نے امت کو تعلیم فرمائے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین اسلام میں ایک دوسرے کی سلامتی کس قدر مطلوب و محمود ہے۔ اس طرح اسلام نے امن کو مذہب کی بنیادیں بنایا تاکہ اس کو مذہبی فریضہ سمجھ کر ادا کیا جا سکے۔

۲۔ مسلمانوں کے مابین مذہبی امن سازی اور سیرت النبی ﷺ

امن کو مذہبی فریضہ کے طور پر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کے مابین آپس میں مذہبی امن سازی کو بھی لازم قرار دیا گیا۔ تاکہ داخلی امن و سکون کے حصول سے خارجی امن و سلامتی کو بھی فروغ حاصل ہو۔ اس سلسلہ کے چند اقدامات سیرت کو ذیل میں واضح کیا جاتا ہے۔

الف۔ مسلمانوں کو باہمی افتراق وانتشار کی ممانعت

مسلمانوں کو اللہ کی رسی (یعنی ان کی مذہبی کتاب قرآن مجید) کو مضبوطی سے پکڑ کر اور اس پر عمل کرکے آپس کی فرقہ بندیوں اور باہمی افتراق وانتشار سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ گویا مذہبی کتاب کو باہمی نفرتوں، جماعت بندیوں اور جھگڑوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنایا اور ارشاد فرمایا:"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"[2] (یعنی اللہ کی ہدایت والی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑے رہنا اور فرقوں میں نہ بٹ جانا)۔ اور اس کے بعد جاہلیت کی مخاصمتوں اور دشمنیوں کے خاتمے کو اسی قرآن اور اسلام کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اور مذہب اسلام کا احسان قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا:"وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا"[3] (یعنی اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر اس مہربانی کو یاد رکھنا جب تم باہم دشمن تھے تو اس نے تمہارے قلوب میں الفت و محبت ڈال دی اور تم اس (ذات باری تعالیٰ) کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے)۔ اس طرح مسلمانوں کے داخلی اتحاد و امن کی بنیاد بھائی چارے کو قرار دیا تاکہ عالمی امن کئے یہ علمبردار داخلی طور پر مضبوط اور متحد ہو کر عالمی سطح پر امن کا قیام بحسن وخوبی عمل میں لا سکیں۔

---

[1] ۔ مسلم بن الحجاج، القشیری، امام، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ۲۲، رقم الحدیث ۵۴

[2] ۔ آل عمران:۱۰۳

[3] ۔ ایضاً

ب۔ مسلمانوں کے جھگڑوں میں مصالحت

مسلمانوں کے دو گرہوں کے آپس میں جھگڑے کی صورت میں ان کے مابین صلح کروانے کا حکم مذہبی فریضہ کے طور پر دیا اور ارشاد فرمایا: فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ "[1] (یعنی تم اپنے دو بھائیوں کے مابین صلح کروادیا کرو) اس کی بنیادی وجہ ہی یہ تھی کہ اسلام امن پسندی اور صلح جوئی کا علمبر دار و پیغامبر دین و مذہب ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے صلح کو بہترین چیز قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَالصُّلْحُ خَيْرٌ [2] (اور صلح ہی بہتر چیز ہے) نبی اکرم ﷺ نے ان فرامین کی عملی صورتیں امت کو تعلیم کرنے اور اسوہ حسنہ مہیا فرمانے کے لیے ایک طرف تو صلح اور باہمی اچھے تعلقات کی فضیلت اور فوائد سے متعلق کثیر تعلیمات ارشاد فرمائیں جیسا کہ یہ فرمان کہ امن کے قیام اور صلح کے لیے اور جانبین کو باہم ملانے کے لیے اور خیر کے لیے کچھ غلط بیانی کرنے والے کو آپ ﷺ نے جھوٹ سے مبرا قرار دیا[3] گویا صرف صلح اور امن کے لیے دین و مذہب کی اہم ترین تعلیم صدق مقال اور ممنوع رویے جھوٹ میں نرمی اختیار کرلی لیکن صلح کو اس پر ترجیح دی۔

اور دوسری طرف آپ ﷺ لوگوں کے جھگڑوں میں امن و صلح کروانے کا بھی خصوصی خیال رکھتے تھے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے تفرقوں اور اختلافات کو مٹانا اپنا ایک ضروری فرض قرار دیا تھا اور جب آپ کو اس قسم کے منازعات کی خبر ہوتی تو آپ ﷺ اصلاح کو تمام مذہبی فرائض پر مقدم سمجھتے تھے[4]، چنانچہ ایک دفعہ قبیلہ بنو عمر بن عوف کے چند افراد کے مابین جھگڑا پیدا ہو گیا، جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ان کے درمیان مصالحت کروانے تشریف لے گئے اور اسی مصروفیت میں نماز کے وقت میں بھی دیر ہو گئی، ادھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور آپ ﷺ کا کافی انتظار کرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز شروع کر دی۔ بعد ازاں آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور خود نماز مکمل کروائی[5]۔ اب آپ ﷺ کے اس عمل مبارکہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے امن و صلح کے قیام کے لیے اہم ترین مذہبی عبادت نماز میں تاخیر بھی گوارا فرمالی جو کہ مذہبی امن سازی کی بہترین مثال قرار دی جاسکتی ہے۔

---

[1] ۔ الحجرات:۹

[2] ۔ النساء:۱۲۸

[3] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلح، حدیث نمبر ۲۶۹۲

[4] ۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، ﷺ، ا(لاہور: دارہ اسلامیات پبلشرز، ۲۰۰۲ء)، جلد ا، ص ۴۱۲

[5] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلح، رقم الحدیث ۲۶۹۰

مومن و مسلم کے قتل کو اسلام سے متصادم یعنی کفر قرار دیا اور اس کو گالی دینے کو مذہبی تعلیمات کے خلاف یعنی فسق و فجور قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: " قَتْلُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ "[1] (یعنی مسلمان کو قتل کرنا کفر جبکہ اس کو گالی دینا فسق ہے) ان باعث جدل و نزاع امور کو مذہبی حد بندیوں میں مقید کرنا اور مذہبی دائرے سے اخراج کے مترادف قرار دینے میں امن سازی کی عظیم مذہبی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان کی ممانعت کی شدت واضح کی جاسکے اور امن کی حالت سبوتاژ نہ ہونے پائے۔

ج۔ مسلمانوں کے اجتہادی و تعبیری اور نظری اختلاف کا حل

آپ ﷺ کے کسی فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین آراء و عمل میں اختلاف کی صورت میں دونوں گروہوں کو صحیح قرار دے کر گویا مذہبی امن سازی کا ایک اہم ترین اصول سکھادیا کہ اجتہادی اختلاف کی صورت میں دونوں بھی درست ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک موقع پر عصر کی نماز کے بارے میں بنی قریضہ میں ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب وہاں پہنچنے میں دیر ہوگئی اور نماز کا وقت بھی نکلنے لگا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم کے الفاظ کو بعینہ ملحوظ رکھتے ہوئے نماز قضا کر دی اور بنی قریضہ ہی میں ادا کی جبکہ بعض نے آپ ﷺ کے فرمان کے مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے راستے میں ہی ادا کرلی۔ بعد ازاں جب آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر واقعہ کا ذکر کیا تو اس موقع پر آپ ﷺ کے فیصلے کے بارے میں یہ الفاظ منقول ہیں:" فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ "۔[2] یعنی آپ ﷺ نے اس وجہ سے کسی فریق کو بھی عتاب نہیں فرمایا۔ گویا دونوں کو ہی صحیح قرار دیا کیونکہ دونوں نے آپ ﷺ کے فرمان پر اپنی فہم کے مطابق عمل کیا۔

سیرت طیبہ کے اس نمونہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اجتہاد میں اگر آراء مختلف ہو جائیں تو جس رائے کو بھی اختیار کر لیا جائے وہ صحیح ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں کے مابین اختلافات کا ایک عمدہ حل پیش فرمادیا۔ اس سلسلہ میں مولانا یوسف لدھیانویؒ رقمطراز ہیں کہ اس طرح کے اختلاف کا یہ حکم ہے کہ جس امام مجتہد سے اعتقاد ہو اس کے اجتہاد پر عمل کر لیا جائے جبکہ باقی بزرگوں اور اکابر کے بارے میں ادب و احترام کا لحاظ رکھا جائے۔[3] مذہبی منافرت و اختلافات کو ختم کرنے کی یہ بہترین حکمت عملی ثابت ہوسکتی ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے اندر مذہبی فرقے بن جانے کی صورت میں ان کا حل اور راہ راست کا معیار قرآن و سنت اور خلفاء راشدین

---

[1] ۔النسائی، امام احمد بن شعیب، سنن الکبریٰ، کتاب المحاربہ، باب قتل المسلم، رقم الحدیث ۳۵۵۳

[2] ۔البخاری، امام، الجامع الصحیح، ابواب صلاۃ الخوف، رقم الحدیث ۹۴۶

[3] ۔لدھیانوی، مولونا محمد یوسف، اختلاف امت اور صراط مستقیم، (کراچی: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸۔ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن)، حصہ اول، ص ۲۲

کے طریقے کو قرار دیا تاکہ مسلمان بنیادی معیارات کو پہچان کر مذہبی منافرت سے بچ جائیں اور امن کو یقینی بنائیں۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے تمھیں ایک ایسے صاف اور روشن راستے پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح چمکدار اور روشن ہے، میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی اس راستے سے منحرف ہو گا، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب کثیر اختلافات دیکھے گا، پس اس صورت میں تم میری سنت اور میرے خلفاء راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں، کی سنت سے جو کچھ تم جانتے ہو اس کی پابندی کرنا، اس کو اپنی ڈاڑھوں (دانتوں) کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور امیر کی اطاعت کو لازم پکڑنا، اگر چہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو"[1] اس طرح کی مثالوں سے مسلمانوں کے آپس میں عمومی جھگڑوں، اجتہادی اختلافات اور نظری اختلافات کا حل بڑے باوقار طریقے سے پیش فرما کر مذہب کے اندر کی امن سازی کی بنیادیں فراہم کیں۔

۳۔ بین المذاہب امن سازی کے لیے اقداماتِ سیرت

انسانوں کے باہمی تعلقات اور عالمی سطح پر امن کی اہمیت تو اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن یہ اہمیت اس وقت اور زیادہ ہو جاتی ہے جب معاشرے میں مختلف عقائد و مذاہب، تہذیب و ثقافت اور افکار و نظریات کے حامل افراد باہم وابستہ ہوں اور ایک ساتھ رہتے ہوں اور ان کی طرز زندگی اور تہذیب و معاشرت ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہو۔ اور دور حاضر میں جبکہ دنیا کے فاصلے بہت زیادہ سمٹ گئے ہیں اور دنیا کو" گلوبل ویلج" کہا جانے لگا ہے، مختلف المذاہب افراد کے باہم روابط و انحصارات اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ ایسی صورت میں بین المذاہب امن سازی اور خوشگوار تعلقات کی اہمیت کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔

ہر شعبہ زندگی کی طرح بین المذاہب امن سازی میں بھی اسلامی تعلیمات اور آپ ﷺ کے عمل کا بہت اہم کردار سامنے آتا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بہت قابل عمل اور مؤثر مثالیں میسر آتی ہیں ذیل میں انہی میں سے مثالوں کو وضاحت کے لیے تحریر کیا جاتا ہے۔

الف۔ وحدت رب اور وحدت نسل انسانی کے ذریعے مذہبی قیام امن کی کوششیں

آپ ﷺ نے تمام انسانوں کو ایک رب کے بندے اور ایک آدم علیہ السلام کی اولاد اور سب کو ایک ہی مذہبی بنیاد کے حاملین قرار دیا اور اس کی بنیاد پر ان کو وحدت و اتحادِ انسانی کا درسِ امن و ہم آہنگی دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کی عظیم مذہبی عبادت حجۃ الوداع کے خطبہ میں جو کہ حقوق انسانی کے اولین چارٹر کی حیثیت رکھتا ہے، تمام بنی نوعِ انسان کو خطاب کرتے ہوئے امن اور بھائی چارے کی ایک بنیاد"

---

[1] ۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ (دار احیاء الکتب العربیہ)، رقم الحدیث ۴۳

وحدتِ رب" کو قرار دیا چنانچہ ارشاد فرمایا:" يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ"[1](یعنی اے لوگو! بے شک تم سب کا ایک ہی رب ہے اور یقیناً تم سب کا ایک باپ (آدم) ہے)۔ یعنی جب سب کا رب ایک ہے جو کہ مذاہب کے عطا کرنے والا ہے اور سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں جو مذاہب کے اولین پیغمبر تھے، تو پھر اسی ایک رب کے نظام و حکم کے تابع ہو کر اور ایک باپ کی اولاد کی طرح امن و سلامتی اور اتفاق و اتحاد کی زندگی کو اختیار کر لینا ہی اس وحدت کا تقاضا ہے۔

اسی طرح تمام مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دے کر باہمی پر امن تعلقات کی بنیادیں فراہم کیں اور فرمایا:" الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ"[2](یعنی تمام مخلوق اللہ کا خاندان اور کنبہ ہے اور مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہے)۔ اس حدیث مبارکہ میں کسی رنگ، مذہب، قوم، قبیلہ کی تخصیص کیے بغیر سب کو ایک کنبہ سے تشبیہ دے کر تمام افراد کو باہم الفت و محبت اور امن و سلامتی سے رہنے کا واضح پیغام موجود ہے۔

ب۔ غیر مسلموں کے مذہبی شعائر اور مذہبی حقوق کا تحفظ و احترام اور قیامِ امن

غیر مسلموں اور ذمیوں کے ساتھ خصوصی طور پر حسن سلوک اور ہم آہنگی کی ترغیب دی اور ان کے جملہ حقوق بالخصوص مذہبی حقوق کو بالتفصیل واضح کیا۔ تاکہ ان کے مابین امن قائم رہے۔ چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو ان کی جان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے آپ ﷺ نے ان کے قتل کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی اور فرمایا" مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ"[3](یعنی جس نے کسی (معاہد) غیر مسلم شہری کو قتل کیا تو وہ (روز قیامت) (اس کی پاداش میں) جنت کی خوشبو تک بھی نہیں سونگھ پائے گا)۔

ہر انسان کو چونکہ اپنے مذہبی شعائر اور مقدسات سے والہانہ لگاؤ ہوتا ہے۔ اس لیے غیر مسلموں کے مذہبی شعائر کی اہانت و بے حرمتی کی بھی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی۔ اسلام کے شاندار اصولوں میں سے یہ ایک اہم اصول رہا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی مذہبی دل آزاری، اہانت اور ان کو مشتعل کرنے جیسے امور و اقدامات سے رکنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے معبودان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کرتے ہوئے الہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ"[4] (یعنی تم ان معبودان کو برا (گالیاں) بھلا مت کہنا جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، مبادا وہ دشمنی اور لاعلمی کی وجہ سے اللہ

---

[1] ۔ ابن حنبل، امام، المسند، حدیث نمبر ۲۳۴۸۹

[2] ۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد، ابو القاسم، المعجم الکبیر، (القاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ)، رقم الحدیث ۱۰۰۳۳

[3] ۔ البخاری، امام، الجامع الصحیح، کتاب الجزیہ، باب اثم من قتل معاھدا بغیر جرم، رقم الحدیث ۳۱۶۶

[4] ۔ الانعام: ۱۰۸

تعالیٰ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں گے)۔اس ارشاد کی روشنی میں آپ ﷺ مخالفین کے معبودان کو برا بھلا کہنے سے احتراز فرماتے تھے اور انھیں صرف اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے تھے[1] اور آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے بھی یہی طرز عمل اسوہ کے طور پر عطا فرمایا۔

بعض اوقات مختلف المذاہب افراد کے درمیان جنگ بھی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اگرچہ یہ کیفیت و حالت وقتی اور عارضی ہوتی ہے پھر بھی آپ ﷺ نے ایسی جنگوں کے لیے ایسی شاندار ہدایات اور تعلیمات دیں جو پوری دنیا کے لیے نمونہ اور مثال بن سکتی ہیں اور ان سے مذہبی مخالفت اور تباہ کاریوں میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے اور مصالحت کی مناسب گنجائش باقی رہتی ہے۔اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے مخالفین کے مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کو مسمار نہ کرنے اور بے ضرر مذہبی قائدین و پیشواؤں کو قتل نہ کرنے کی خصوصی ہدایات دی تھیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے لشکروں کو جہاد کے لیے روانہ فرماتے تو ان کو یہ ہدایت خصوصیت کے ساتھ دیتے کہ "لَا تَقْتُلُوا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ"[2] (یعنی تم کلیساؤں کے نگرانوں (یعنی پادریوں) کو قتل نہ کرنا)۔

نیز کسی علاقے کو فتح کر لینے کے باوجود وہاں کے باشندوں کو اپنے ہی مذہب پر قائم رہنے اور اسی کے مطابق عمل کرتے رہنے کی مکمل چھوٹ اور آزادی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے کسی بھی مذہبی پیشوا یا مذہبی شعائر کو حالت امن میں بھی برا بھلا کہنا ممنوع قرار دیا نیز علاقوں کو فتح کرنے کے بعد بھی ان کے سرکردہ افراد کے مذہبی اعزازات کو ممکنہ حد تک قائم رکھا جیسا کہ فتح مکہ کے بعد عثمان کلید بردار کو نہ صرف خانہ کعبہ کے دروازے کی چابی اسی کے پاس رکھنے کی اجازت دی بلکہ یہ اعزاز قیامت تک کے لیے اسی کے خاندان کو ہی سونپ دیا[3]۔

الغرض آپ ﷺ نے ہر وہ اقدام کیا جس سے مذہبی سطح پر امن سازی کو فروغ ملے اور ہر ایسے رویے اور کام سے منع فرمایا جس کی وجہ سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مابین دشمنی، نفرت، کشیدگی اور فتنہ و فساد پیدا ہونے کا اندیشہ یا امکان ہو۔

ج۔ بین المذاہب امن معاہدات اور امن سازی

آپ ﷺ نے دیگر مذاہب کے نمائندوں کے ساتھ امن مذاکرات و مکالمے کیے جن کی ایک طویل فہرست ہے نیز دیگر مذاہب کے حاملین کے ساتھ امن معاہدات کر کے ایک عمدہ نمونہ فراہم کیا جس کی واضح مثالیں میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ کیے گئے معاہدے ہیں۔ یہ معاہدے اور مواثیق بین المذاہب امن کے قیام کے ساتھ ساتھ مذہبی تحفظ، رواداری اور غیر مسلموں کے جملہ حقوق کا تحفظ اور ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

---

[1] ۔ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ کامل، ترجمہ مولانا عبد الجلیل صدیقی، مولانا غلام رسول مہر، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز)، جلد ۱، ص ۳۶۰

[2] ۔ابن ابی شیبۃ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، جلد ۶ حدیث نمبر ۳۳۱۳۲/ الموصلی، ابو یعلیٰ، مسند ابی یعلیٰ، جلد ۵، حدیث نمبر ۲۶۵۰

[3] ۔ندوی، رضی الاسلام، دروس سیرت، اردو ترجمہ، فقہ السیرۃ النبویہ، البوطی، ڈاکٹر محمد سعید رمضان، (لاہور: نشریات، ۲۰۰۷ء)، ص ۵۲۳

مثلاً نجران کے معاہدے کے چند الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو مذہبی امن سازی کس قدر مطلوب و مقصود تھی۔ آپ ﷺ نے اہل نجران کے لیے جو تحریری فرمان جاری فرمایا تھا اس کے چند پہلو درج ذیل الفاظ میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں: ""وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهِمْ جِوَارُ اللَّهِ وذمة محمد النبي رسول الله على أنفسهم وَمِلَّتِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَبِيَعِهِمْ وَصَلَوَاتِهِمْ لا يُغَيِّرُوا أُسْقُفًا عَنْ أُسْقُفِيَّتِهِ وَلا رَاهِبًا عَنْ رَهْبَانِيَّتِهِ وَلا وَاقِفًا عَنْ وَقْفَانِيَّته".[۱] (یعنی اہل نجران اور اس کے ماتحت لوگوں کو ان کے خون، ان کی ملت و مذہب، ان کی زمینوں، ان کے مالوں، ان کے غیر موجود اور موجود افراد، ان کی عبادت گاہوں کو، اللہ کی نگہبانی اور اللہ کے رسول و نبی حضرت محمد ﷺ کی ذمہ داری اور ضمانت حاصل ہو گی۔ ان کے اساقفہ میں سے کسی کی اسقفیت ترک نہیں کروائی جائے گی اور نہ ان کے راہبوں سے کسی کی رہبانیت چھڑائی جائے گی اور نہ ہی ان میں سے کسی عبادت گاہ کے خادم کو اس کی اس ذمہ داری سے ہٹایا جائے گا۔(یعنی وہ جس بھی دین پر ہیں اس سے ان کو پھیرا نہیں جائے گا، نیز ان کے اپنے حقوق اور اُن کی ہر قسم کی عبادت گاہوں کے جملہ حقوق میں بھی کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا جائے گا)۔ یہ معاہدہ اور اس میں بیان کی گئی آپ ﷺ کی شرائط و بیانات مذہبی امن سازی کی ایک عمدہ مثال ہے جو دور حاضر کے جدید تہذیب یافتہ لیکن اسلاموفوبیا جیسے تعصب کا شکار مالک کی رواداری تربیت کا سامان فراہم کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے عمل سے دوسرے مذاہب سے متعلق رواداری، مفاہمت اور برداشت کی ایک اور بہترین مثال "میثاقِ مدینہ" ہے جو کہ دستور مدینہ بھی تھا اور جسے دنیا کے پہلے تحریری آئین کا درجہ بھی حاصل ہے۔ آپ ﷺ ہجرت کے بعد اسلامی قواعد و ضوابط کے تحت قائم ہو جانے والی ریاست مدینہ کے مذہبی لیڈر اور سیاسی رہنما اور حکمران تھے۔ اس حیثیت سے آپ ﷺ نے اس معاشرے میں کئی دہائیوں کی جنگ وجدال سے پھیلے خوف و وہشت کی فضا کو محبت و ہم آہنگی، امن و آشتی اور رواداری و احساسِ تحفظ میں تبدیل کرنے کے لیے واضح اور قابل عمل و مؤثر قانون سازی اور وہاں رہنے والے مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین کے مابین پر امن بقاء باہمی کی فضا کو قائم کرنا ضروری سمجھا۔ اور اسی ضرورت کے باعث نبی آخر الزمان و خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے ایک جامع دستور مرتب فرمایا جس میں مدینہ منورہ کے رہائشی تمام گروہوں کو ان کیٔ اپنے دین و مذہب پر قائم رکھتے ہوئے ان کی جملہ ذمہ داریاں، باہمی قواعد و ضوابط اور حقوق و فرائض متعین کرکے واضح طور پر بیان کر دیں اور سب کو اس دستور پر عمل پیرا ہونے کا پابند بنادیا گیا۔ اس دستور کی پہلی اور دوسری شق ہی یہ تھی جس کی رو سے مدینہ طیبہ کے تمام رہائشی جن میں مسلمان (مہاجرین و انصار) اور اس معاہدے میں شامل ہونے والے یہودی (قبائل)، عیسائی اور بت پرست شامل تھے، سب کو بلا لحاظِ مذہب و ملت اور رنگ و نسل اور قوم و نسب ایک قوم اور بلا امتیاز مدینہ منورہ کے شہری قرار دیا۔ چنانچہ اس

---

[۱] ۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ) جزا، ص ۲۲۰

معاہدے کے کچھ الفاظ یوں تھے:"**هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قريش ويثرب ومن تبعهم فلحق بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ، أَنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دون الناس**"[1]۔رواداری اور پر امن بقاء باہمی کے اسی اصول کے تحت اس معاہدے میں مزید یہ بھی شامل کیا گیا کہ مشکل وقت میں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی مسلمانوں کی طرح مکمل تحفظ دیا جائے گا۔ چنانچہ لکھا گیا کہ:"**وَأَنَّ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالأُسْوَةَ غَيْرِ مَظْلُومِينَ وَلا مُتَنَاصِرِ عَلَيْهِمْ**"[2]۔(یعنی یہودیوں میں سے ہمارے معاہدے پر جو کوئی بھی عمل درآمد اور اتباع کرے گا اس کی مدد اور نصرت کی جائے گی اور اس کے ساتھ مساوات وبرابری کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اور ان (یہودیوں) کے ساتھ ظلم اور ناانصافی نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان کے مقابلے میں کسی (دشمن) کی مدد و نصرت کی جائے گی)۔

مشہور سیرت نگار قاضی سلیمان منصور پوریؒ اس عظیم معاہدے کو بجا طور پر "استحکام امن کے لیے بین الاقوامی معاہدہ" کا نام دیتے ہیں اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ نسل اور مذہب کے اختلاف کی صورت میں بھی قومیت کا اتحاد و وحدت قائم رہے اور تہذیب و تمدن میں سب کو ایک دوسرے سے مدد واعانت ملتی رہے[3]۔

آپ ﷺ بین المذاہب صلح اور یگانگت کے فروغ اور تنفیذ میں مذہبی ارکان ومناسک کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں فرماتے تھے۔ صلح حدیبیہ کو اس کی ایک بہترین مثال قرار دیا جاسکتا ہے۔ جس میں آئندہ دس سالوں تک جنگ نہ کرنے کی اہم ترین شق بھی شامل تھی۔ اس معاہدے کو بظاہر مسلمان اپنے خلاف سمجھ رہے تھے کیونکہ بظاہر پسپائی کے علاوہ ایک طویل عرصہ کی جدائی اور دوری کے بعد خانہ کعبہ کی زیارت، عمرہ جیسا اہم مذہبی رکن اور طواف جیسا محبوب دینی ومذہبی عمل، باوجود اس کے قریب پہنچ جانے کے، موقوف کیا جارہا تھا، لیکن ان سب مذہبی قربانیوں کے باوجود آپ ﷺ نے یہ معاہدہ امن و صلح کر لیا اور اسی کو اللہ کے حکم سے فتح عظیم قرار دیا[4]۔ اس سے آپ ﷺ کی مذہبی امن سازی کی ترجیحات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان تمام مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام مذہبی رواداری اور مذہبی امن سازی کا سب سے بڑا علمبردار اور نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آیا اور دنیا کو اسی طرز عمل اور رویے کی دعوت دی تاکہ دنیا امن کا گہوارہ بنی رہے۔

د۔ بین المذاہب امن پیغامات و تعلقات اور امن سازی

---

[1] ۔ ابن سید الناس، ابوالفتح، محمد بن محمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر (بیروت: دار القلم، ۱۴۱۴ھ)،

[2] ۔ ایضاً

[3] ۔ منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ﷺ، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز) ج۱، ص۱۱۵

[4] ۔ الفتح:۱

نبی پاک ﷺ نے اپنی دعوتِ امن و سلامتی یعنی اسلام کو اقوام عالم تک پہنچانے اور انہیں اس پیغام سلامتی کے مان لینے پر امن کی ضمانت فراہم کرنے کا پیغام پہنچانے کے لیے اپنے قاصدین اور نمائندوں کو ہجرت کے ساتویں سال دنیا کے مختلف مذاہب کے حاملین بادشاہوں، سلاطین و حکمرانوں اور رؤوسائے عرب کی طرف خطوط اور مراسلے دے کر روانہ فرمایا اور ان کو اسلام قبول کرنے اور باطل مذاہب کو ترک کرنے کی دعوت دی[1]۔

ان خطوط میں امن و سلامتی اور متفقہ و مشترکہ مذہبی عقائد کو قبول کرنے کی بھی دعوت دی تا کہ یہ مشترکہ مذہبی تعلیمات وجہ امن و اتفاق بن سکیں۔ مثلاً بادشاہِ روم ہرقل (جسے قیصر روم کہا جاتا تھا) کو نامہ مبارک میں یہ آیات بھی تحریر فرما کر بھیجیں: "يَٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدُ اِلاّ اللهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللهِ" [2]۔ (یعنی اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (تسلیم شدہ اور) برابر ہے یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت و پرستش نہ کریں، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک و ساجھی نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ رب العزت کو چھوڑ کر اور ہستیوں کو رب قرار نہ دے)[3]۔ آپ ﷺ کا سلاطین و سربراہان کو اس آیت مبارکہ کے لکھ کر بھیجنے میں مشترکہ مذہبی بنیادوں پر امن کے قیام کی کوششوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مشکل وقت میں آپ ﷺ نے ہمسایہ عیسائی ملک حبشہ کی تعریف کی اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی طرف ہجرت کا حکم دے کر بین المذاہب ہم آہنگی اور اعتماد کی ایک اور عمدہ مثال بھی قائم فرمائی۔

ر۔ مذہبی رواداری اور امن سازی

انسانی تاریخ فاتحین کے جبر و استبداد کے خونی واقعات اور داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ مفتوحہ اقوام اور کمزوروں کو فاتحین اپنے دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کرتے رہے ہیں اور یہی جبر اکثر نفرتوں اور جنگوں کو مزید بڑھانے کا ذریعہ بنتا رہا ہے۔ لیکن نبی پاک ﷺ تاریخ انسانی کی وہ پہلی ہستی ہیں جنھوں نے باوجود فاتح ہونے کے امن سازی کے لیے تعصب زدہ جاہلیت اور جبر و تنگ نظری کے پر آشوب دور میں کمال وسعت ظرفی کے ساتھ مذہبی، دینی اور فکری آزادی اور رواداری کا درس دیا اور قرآن مجید کی اس روادارانہ تعلیم کو عملی شکل میں نافذ کر کے مثالیں قائم فرمائیں جس میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔"[4] (یعنی دینی معاملات

---

[1] ۔ ندوی، رضی الاسلام، دروس سیرت، اردو ترجمہ، فقہ السیرۃ النبویہ، البوطی، ڈاکٹر محمد سعید رمضان، ص۴٦٦

[2] ۔ آل عمران:٦٤

[3] ۔ نعمانی، شبلی علامہ، سیرت النبی ﷺ، (لاہور: ادارہ اسلامیات، ستمبر ۲۰۰۲ء) ج۱، ص۲۸۷

[4] ۔ البقرۃ:۲۵٦

میں جبر وزبر دستی جائز نہیں، ہدایت، گمراہی سے ممیز اور واضح ہو چکی ہے)۔

چنانچہ یہی وجہ ہے اسلام اس زمین پر موجود دیگر مذاہب کے وجود کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ وہ لوگوں کو یہ اصولی اور بنیادی حق بھی فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنے مرضی اور پسند کی مذہبی وفکری راہ منتخب کریں۔ کیونکہ مذہب کو کسی پر بھی اس کی خواہش اور مرضی کے خلاف نہ تو جبری طور پر مسلط کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس طرح اسے اس کا پابند بنایا جاسکتا ہے۔ پوری اسلامی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اس میں کسی پر مذہب کو کبھی بھی مسلط نہیں کیا گیا کیونکہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے یہی درس ملتا ہے۔ اور اسلام کی مذہبی رواداری کی یہ تعلیمات اور اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے اقداماتِ سیرت مذہبی امن سازی میں بڑی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے عقائد سے تعارض کیے بغیر قرآنی فرامین کی روشنی میں غیر مسلموں سے تعلقات استوار رکھے۔ جب مشرکین نے عبادت کے معاملے میں کچھ لو اور کچھ دو کی پیشکش کی تو آپ ﷺ نے ان کو رواداری پر مبنی یہ آیت مبارکہ واضح طور پر سنادی" لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ"[1] (یعنی تمہارے کے لیے تمہارا دین ہے یعنی تم اپنے دین پر کاربند رہو اور میرے لیے میرا دین ہے)۔ اسی طرح آپ ﷺ نے قرآن مجید کے حکم:" فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ "[2] (یعنی جو چاہے ایمان قبول کرلے اور جو چاہے کفر پر قائم رہے) کو بڑی وضاحت سے پیش کیا اور اپنے دین ومذہب کی دعوت اور تبلیغ کی بنیاد اسی پر رکھی اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرمان" إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ"[3] کے مطابق پیغام حق پہنچانے کی ذمہ داری کو بھی کماحقہ بحسن وخوبی پوری فرماتے رہے۔

آپ ﷺ نے فیصلے کرنے میں کبھی بھی مذہبی وابستگی کو قطعاً ملحوظ نہیں رکھا بلکہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق دوسرے مذہب کے حاملین کے حق میں بھی فیصلے دیے۔ مفتوحہ علاقوں میں جنگ سے قبل اور بعد صرف ایک پیشکش کے طور پر اسلام کی دعوت دی جاتی تھی لیکن فتح کے بعد اسے نہ ماننے والوں کو جبراً مسلمان ہونے کا بالکل نہیں کہا جاتا تھا بلکہ مفتوحین کے جملہ معاشرتی ومذہبی حقوق کی ادائیگی و تحفظ کے عوض صرف جزیہ لاگو کر دیا جاتا تھا۔ مسجد نبوی میں مکالمے اور مذاکرات اور مناظرے کے لیے آنے والے نجران کے عیسائیوں کے وفد کو عبادت کا وقت ہو جانے پر آپ ﷺ نے ان کے اپنے مذہبی طریقے سے مشرق کی جانب مذہبی عبادت کرنے کی کھلی اجازت عطا فرمائی۔[4]

---

[1] ۔ الکافرون:٦

[2] الکہف:٢٩

[3] ۔ الشوریٰ:٤٨

[4] ۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ مترجم اردو مولانا عبد الجلیل صدیقی، مولانا غلام رسول مہر، ج ا، ص ٦١٥

الغرض نبی اکرم ﷺ نے مذہبی امن سازی میں ہر وہ اقدامات کیے جو قیام امن کے لیے ضروری تھے تاکہ انسانیت باہم امن و ہم آہنگی کے ساتھ آزاد اور پر سکون زندگی بسر کرے۔ دور حاضر میں عالمی سطح پر اگر سیرت طیبہ کے ان گراں قدر نمونوں سے راہنمائی لی جائے تو عالمی امن امان کیے قیام اور تسلسل کی صورتحال کہیں زیادہ بہتر ہو سکتی ہے۔

۴۔ خلاصہ اور نتائج بحث

اس بحث کا خلاصہ اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے کہ اسلام بلاشبہ امن و سلامتی کا داعی اور علمبر دار دین ہے۔ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا امن و آشتی کو فروغ دینے میں مذہب کے ذریعے اور مذہبی امن سازی میں درج ذیل تین طریقوں سے بہت اہم کردار سامنے آتا ہے:

ا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ رسول اکرم ﷺ نے دین و مذہب اور اس کے شعائر کو امن سازی کا ذریعہ بنایا اور امن و سلامتی کے رویے اور اقدامات کو دین و مذہب کی بنیادیں اور معیار قرار دے کر اسلام اور ایمان کو امن و سلامتی کے ساتھ باہم لازم و ملزوم بنا دیا۔ مسلمان اور مومن کے اسلام اور ایمان کی تکمیل کی شرائط میں دوسروں کی امن و سلامتی کو ملحوظ رکھنا لازم قرار دیا۔ ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا کو عام کرنے کے احکام دیے اور اسلامی عبادات کے مقاصد اور ثمرات میں امن سازی اور سلامتی کو شامل کیا۔ اس طرح گویا مذہب کی بنیادیں ہی امن و سلامتی پر استوار کیں۔

۲۔ امن کو مذہبی فریضہ کے طور پر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کے آپس میں مذہبی امن سازی کو بھی لازم قرار دیا گیا۔ تاکہ داخلی امن و سکون کے حصول سے خارجی امن و سلامتی کو بھی فروغ حاصل ہو۔ چنانچہ مسلمانوں کو انتشار اور فرقہ واریت سے منع فرمایا اور مخاصمت ہو جانے کی صورت میں باہم مصالحت کروانے کی ترغیب دی اور آپ ﷺ نے صلح کے فروغ کے لیے مؤثر اقدامات کر کے بہترین نمونہ عطا فرمایا۔ مسلمانوں کے اجتہادی و تعبیری اختلافات میں کسی ایک موقف کو اختیار کر لینے کی راہ اعتدال تجویز فرمائی اور نظری اختلافات میں کتاب اللہ اور اپنی سنت کو اختیار کرنے اور اپنانے کی ترغیب دی۔

۳۔ امن و آشتی کو نہ صرف بین المسلمین بلکہ بین المذاہب بھی قائم کرنا اور اس کا نفاذ کرنا اسلامی تعلیمات میں اہمیت کے ساتھ شامل کیا تاکہ داخلی اور خارجی طور پر پُر امن بقاء باہمی کے اصولوں پر زندگی بسر کی جا سکے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے تو وحدتِ رب اور وحدتِ نسل انسانی کے درس کے ذریعے تمام انسانیت کو ایک رب کے بندے اور ایک باپ کی اولاد قرار دے کر مذہبی قیام امن کی کوششیں کی گئیں۔

غیر مسلموں کے مذہبی شعائر اور مذہبی حقوق کے تحفظ و احترام کے احکام دے کر مذہبی امن سازی کو یقینی بنایا۔ آپ ﷺ نے دیگر مذاہب کے نمائندوں کے ساتھ امن مذاکرات و مکالمے اور امن معاہدات کیے جس کی واضح مثالیں میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ کیے گئے معاہدے ہیں۔ یہ معاہدے اور مواثیق بین المذاہب امن کے قیام کے ساتھ ساتھ مذہبی تحفظ، رواداری اور غیر مسلموں کے جملہ حقوق کا تحفظ اور ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ نے اپنی دعوتِ امن و سلامتی یعنی اسلام کو اقوام عالم تک پہنچانے اور انہیں اس پیغام سلامتی کے مان لینے پر امن کی ضمانت فراہم کرنے کے لیے بین المذاہب امن پیغامات پہنچانے کے لیے دنیا کے مختلف مذاہب کے حاملین بادشاہوں، سلاطین و حکمرانوں اور رؤوسائے عرب کی طرف خطوط اور مراسلے اور خطوط بھیجے جن میں امن و سلامتی اور متفقہ و مشترکہ مذہبی عقائد کو قبول کرنے کی بھی دعوت دی تاکہ یہ مشترکہ مذہبی تعلیمات وجہ امن و اتفاق بن سکیں۔ اس کے علاوہ مذہبی رواداری کے احکام دیے اور اس کی عملی مثالیں رسول اللہ ﷺ نے خود پیش فرمائیں تاکہ انسانیت کو یہ واضح ہو جائے کہ اسلام مذہبی امن سازی میں کس قدر سنجیدہ اور خواہاں ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ